

السناء

رمضان المبارک

روحانی ترقی کا خاص موقع

رمضان المبارک، قرآن و احادیث کی روشنی میں نیز فلسفہ رمضان

عبادت میں استقامت اور

قبولیت دعا کا اصول

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ





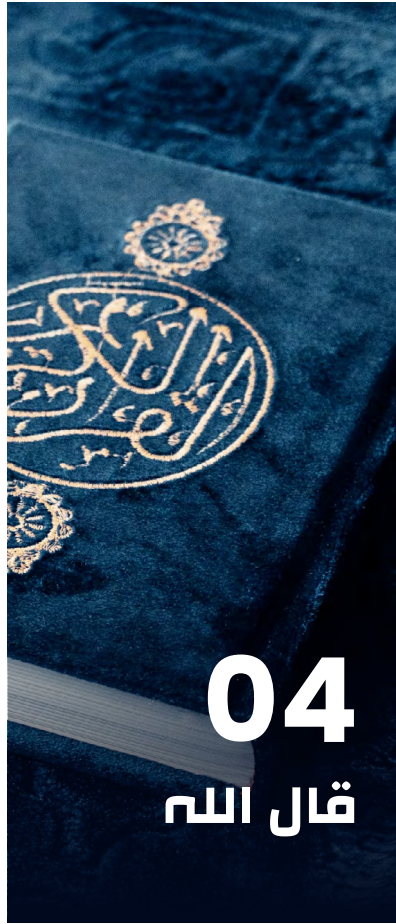
AN-NIDA
MAGAZINE

مجله النداء مجلس خدام الاحمدية كينيديا، جاري شده 1989



05

قال الرسول



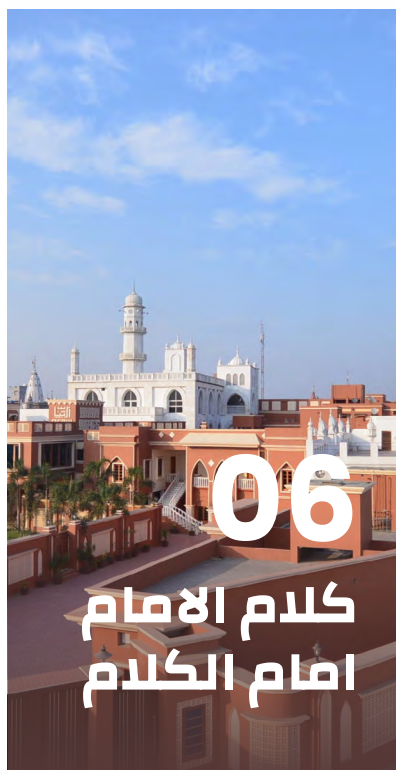
04

قال الله



07

فرمان خليفه
وقت

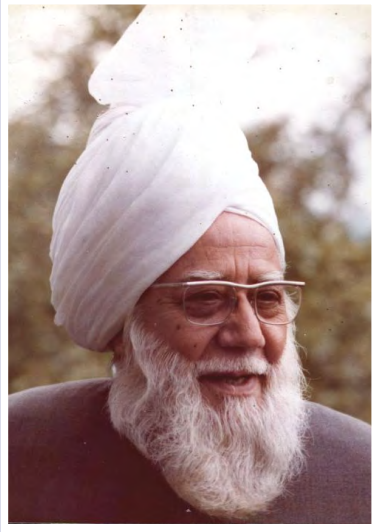


06

كلام الامام
امام الكلام



فہرست



13

عبادت میں استقامت اور
قبولیتِ دعا کا اصول

9

رمضان روحانی ترقی
کا خاص موقع

اشاعت ٹیم

صدر مجلس

شاہ رخ رضوان عابد صاحب مربی سلسلہ

مدیر اعلیٰ

عبدالنور عابد صاحب مربی سلسلہ

مدیر اردو

حضور احمد ایقان صاحب

مہتمم اشاعت

رضوان محمد صاحب مربی سلسلہ

مدیر انگریزی

ابدال احمد مانگٹ صاحب

ریویو بورڈ ٹیم ممبران

نبیل مرزا صاحب مربی سلسلہ

فرخ طاہر صاحب مربی سلسلہ

ٹیم ممبران

عطا الکریم گوہر

اسد علی ملک

شمر فراز خواجہ

فراست احمد بشارت

ڈیزائن

حنان احمد قریشی

قال الله

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا
گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم
(روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

البقرہ: 184

عَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

”تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ
رَمَضَانَ“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا، لیلة القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

(صحیح بخاری، کتاب فضل لیلة القدر، باب تَحَرِّي لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْآخِرِ)



PHOTO BY: IRFAN BASHIR SHEIKH (QADIAN)
INSTAGRAM: @SHEIKH.IRFAN_

CALLIGRAPHY: ANNIDA DESIGN TEAM

کلام الامام امام الکلام

فرمان حضرت مسیح موعودؑ

ماہ رمضان کی عظمت اور اُس کے روحانی اثرات

مغرب کی نماز سے چند منٹ پیشتر ماہ رمضان کا چاند دیکھا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز گزار کر مسجد کی سقف پر تشریف لے گئے کہ چاند کو دیکھیں اور دیکھا اور پھر مسجد میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ:

”رمضان گذشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا تھا۔ شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرة: ۱۸۶) بھی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جاوے اور تجلّی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس اُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ میں یہی اشارہ ہے اس میں شک و شبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں“

(ملفوظات جلد ۳، صفحہ ۴۲۴)

فرمان خلیفہ وقت



حضرت مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

کیا صرف رمضان کے دنوں میں ہماری عبادتیں اللہ تعالیٰ کی خاطر تو نہیں ہو رہیں؟ کیا ہم مستقل اپنی زندگیوں میں ان عبادتوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتے ہیں اور بنا رہے ہیں؟ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ اگر ہم یہ کر رہے ہیں اور پھر صبر سے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی بھی ہیں اور دعائیں بھی کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ دشمنوں سے ہمیں نجات بھی دے گا۔ پھر تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان تکلیفوں سے کس طرح بچائے گا۔“

(خطبہ جمعہ 28 مارچ 2025ء)

نیز یہ بھی یاد رہے کہ انسان میں دو قسم کی طاقتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ ایک قوائے ملکیہ اور دوسرے قوائے بہیمیہ، قوائے ملکیہ کے ساتھ ملائکہ کا تعلق ہوتا ہے۔ اور قوائے بہیمیہ کے ساتھ شیاطین کا۔ اور ظاہر ہے کہ ایک کی کمزوری سے دوسری قوت کی ترقی ایک لازمی امر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے قوت بہیمیت یعنی خواہشات حیوانی کو جو کھانے پینے اور جوڑے کی طرف رجوع کرنے سے تعلق رکھتی ہیں کمزور کرنے کے لئے سال بھر میں کم از کم ایک ماہ تک روزہ رکھنے کا حکم دیا تاکہ تمام سفلی خواہشات کے ترک کرنے کی قوت انسان میں پیدا ہو۔ اور نیکی کی قوتیں نشوونما پائیں۔

سُفلی خواہشات کے ترک کی قوت

پھر منظرِ عمیق دیکھنے والے جانتے ہیں۔ کہ انسان کی تمام خواہشات و ابھوا کی انتہا صرف دو ہی شہوتوں پر ہوتی ہے۔ ایک شہوتِ بطن اور دوسری شہوتِ فرج۔ پس شریعتِ اسلامی نے ایک ایسی عبادت مقرر فرمائی۔ کہ جس کی زد براہِ راست انہی دو شہوتوں پر پڑتی ہے۔ یعنی روزہ جس کے معنے ہیں۔ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور صحبت سے رُکے رہنا۔ اور یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنِ بیہوش کو حصولِ تقویٰ کے لئے روزوں کا حکم دیا اور اس لئے فرمایا ہے کہ ماہِ صیام میں محرکات قوائے بہیمیہ یعنی شیاطین قید ہو جاتے ہیں۔ اور ملائکہ سے تعلق ہو کر دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں پس ایسے مفید اور بابرکت ارشادِ خداوندی کی تعمیل کرنا ہر مومن کا فرض ہے۔

(الفضل، ۳۱ جنوری ۱۹۳۰ء، صفحہ ۶)

رمضان روحانی ترقی کا خاص موقع

تحریر از عامر محمود (مجلس مقامی)

رمضان میں داخل ہونے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر کون سی تبدیلی کیوں لانا چاہتے ہیں۔

عادتیں بنانے میں ماحول کا کردار بھی بہت اہم ہوتا ہے۔ انسان جس ماحول میں رہتا ہے، وہی اس کی سوچ اور عمل کو متاثر کرتا ہے۔ ایک اچھا ماحول وہ ہوتا ہے جہاں نیکی کرنا آسان اور برائی سے بچنا آسان ہو جائے۔ رمضان ہمیں سال میں ایک بار ایسا ہی منفرد ماحول فراہم کرتا ہے، جہاں اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور غلط کاموں سے رکنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔

اکثر ہمارا سماجی حلقہ، چاہے ترقی روحانی ہو یا جسمانی، ہماری راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اگرچہ ہم کہتے ہی پُر جوش کیوں نہ ہوں اور منصوبہ بندی بھی کر لیں، مگر ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول برقرار رکھنا جو ہمارے اہداف میں شریک نہیں، ہمیں پیچھے کھینچ لیتا ہے۔ رمضان ایک ایسا اجتماعی ماحول پیدا کرتا ہے جہاں زیادہ تر لوگ عبادت اور نیکی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور یہی چیز انسان کو اپنے ارادوں پر قائم رہنے میں مدد دیتی ہے۔ اسی حقیقت کی طرف نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا:

”جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔“

(صحیح بخاری)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ رمضان کے حوالے سے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

”جہنم کے دروازے بند، جنت کے دروازے کھلے اور شیطان جکڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی مومن کا شیطان، وہ شیطان بھی ہے جو اس کی رگوں میں دوڑ رہا ہے اور وہ ہر انسان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ پس آپ دیکھ لیں کہ رمضان کے مہینے میں کتنی ایسی عادتیں تھیں جو نیکی کے اعلیٰ معیار کے مطابق نہیں تھیں مگر اب جب آپ کی وہ عادتیں آپ کو اپنی طرف بلاتی ہیں تو بارہا آپ کے دل سے یہ آواز اٹھتی ہے ”نہیں“۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک قید ہے اور بہت سے روزے دار قید کا احساس نمایاں طور پر رکھتے ہیں“

(خطبات طاہر، جلد 15، صفحہ 67)

یہ بات بھی سمجھنی ضروری ہے کہ عادتیں بدلنا آسان نہیں ہوتا، اور اس کے ساتھ ایک ابتدائی مشقت ضرور آتی ہے، مگر وقت کے ساتھ یہ مشقت کم ہو جاتی ہے اور عادت انسان کا حصہ بن جاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کا واقعہ بیان فرمایا جس نے سو قتل کیے تھے۔ وہ توبہ کی نیت

جیسے ہی ماہ رمضان آتا ہے، دنیا بھر کے مسلمان مختلف انداز میں اپنے جوش اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ کچھ لوگ سحری اور افطاری کے لذیذ کھانوں کے منتظر ہوتے ہیں جو وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ کھاتے ہیں، کچھ افراد فٹنس اور وزن کم کرنے کے بڑے منصوبے بناتے ہیں، اور کچھ اس بابرکت مہینے کو اپنی روحانی زندگی میں بڑی تبدیلی لانے کا موقع سمجھتے ہیں۔ مگر اکثر یہ جذبہ چند دنوں میں ہی ختم ہو جاتا ہے، اور بہت کم لوگ اس اصل مقصد تک پہنچ پاتے ہیں جس کے لیے رمضان آتا ہے۔ یعنی ایسی برکتیں اور عادتیں حاصل کرنا جو رمضان کے بعد بھی باقی رہیں۔

یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ آخر کیوں ہر سال لوگ رمضان میں بڑے جوش کے ساتھ روحانی ترقی اور دینی علم میں اضافے کے ارادے کرتے ہیں، مگر پھر وہی لوگ بار بار اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم ہر سال وہی طریقے اپنائیں گے تو نتائج بھی وہی نکلیں گے۔ مختلف نتائج کے لیے سوچ اور عمل، دونوں کو بدلنا پڑتا ہے۔

ایک عام غلطی جو اکثر کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ لوگ جوش میں آکر اپنی صلاحیتوں کا حد سے زیادہ اندازہ لگاتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ رمضان میں وہ خود کو مکمل طور پر بدل ڈالیں گے، چنانچہ اپنے لیے اتنے زیادہ اہداف مقرر کر لیتے ہیں کہ آخر میں ایک بھی پورا نہیں ہو پاتا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال وہ ہیں جو پابندی سے کیے جائیں، چاہے وہ تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں۔“ (مسند احمد)

اس لیے ضروری ہے کہ ہم حقیقت پسند رہیں اور ایسی عادتوں کا انتخاب کریں جنہیں ہم واقعی اپنا سکیں، اور ایسی چیزوں سے بچنے کا ارادہ کریں جنہیں چھوڑنا ہمارے لیے ممکن ہو۔

رمضان میں ثابت قدم رہنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم خود کو بار بار یاد دلاتے رہیں کہ ہم یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔ اکثر لوگ دوبارہ گناہوں کی طرف اس لیے لوٹ جاتے ہیں کہ وہ اپنے مقصد کو بھول جاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”نیکی فطرت ہے اور برائی ایک اصرار ہے (جو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے)، اور جب اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔“ (ابن ماجہ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان واقعی ان نیک عادتوں کی حکمت اور فائدے کو سمجھ لے جنہیں وہ اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہے، تو اس کا دل خود بخود ان کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے

ذوق و شوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے... لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے۔ اور یہ سمجھے کہ پھونک مار کر کوئی کر دے یہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور سنت نہیں۔“

(ملفوظات، جلد 8، صفحہ 5-6)

اسی لیے رمضان میں ان چیزوں سے بچنا ضروری ہے جو بغیر محنت کے وقتی لذت دیتی ہیں، کیونکہ وہ انسان کو اس اعلیٰ لذت سے محروم کر دیتی ہیں جو عبادت اور نیکی میں جھپی ہوتی ہے۔ اگر انسان کا باطن یہ سیکھ لے کہ بغیر کوشش کے بھی خوشی حاصل ہو سکتی ہے، تو وہ اس محنت کے لیے تیار نہیں رہتا جو عبادت کی حقیقی لذت تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے۔

آخر کار، چاہے ہم کتنی ہی منصوبہ بندی کر لیں اور کوشش بھی کر لیں، خاص طور پر روحانی معاملات میں مستقل ترقی دعا کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے رمضان کے مہینے میں، جب دعا کے مواقع خاص طور پر زیادہ ہوتے ہیں، ہمیں اپنے لیے خوب دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سے ایک عالم کے پاس گیا، مگر عالم نے مایوسی میں اسے بتایا کہ اس کی مغفرت ممکن نہیں، جس پر اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ ایک نیک شخص کے پاس گیا، جس نے اسے بتایا کہ تو بہ ممکن ہے، مگر اسے نیک لوگوں کی بستی کی طرف ہجرت کرنا ہوگی۔ یہ حدیث ہمیں یہ حقیقت سکھاتی ہے کہ گناہ کی زندگی چھوڑنا اور نیکی اختیار کرنا ایک حد تک مشقت مانگتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے ہجرت میں انسان کو وہ جگہ چھوڑنی پڑتی ہے جس سے اس کا نفس مانوس ہوتا ہے۔ یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر ماحول نہ بدلا جائے تو خود کو بدلنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔

آخر میں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ انسان جو بھی کام کرتا ہے، اس میں کسی نہ کسی درجے کی لذت شامل ہوتی ہے۔ کوئی چیز اس وقت عادت بنتی ہے جب انسان بار بار اس سے حاصل ہونے والی خوشی کو محسوس کرتا ہے۔ عام طور پر وہ کام جن میں سب سے زیادہ لذت ہوتی ہے، وہی سب سے زیادہ محنت بھی مانگتے ہیں۔ نماز اور عبادت کے حوالے سے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں۔ اس میں بھی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بلند ہے۔“

(ملفوظات، جلد 1، صفحہ 140)

ایک اور مقام پر آپؑ فرماتے ہیں:

”جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہو کر لگا رہتا ہے تو آخر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا کر دیتا ہے جس کے لئے اس کے دل میں تڑپ اور بے قراری ہوتی ہے، یعنی عبادت کے لئے ایک

شیطان کا رمضان میں جکڑے جانا

جہنم کے دروازے بند، جنت کے دروازے کھلے اور شیطان جکڑ دیا جاتا ہے۔ یعنی مومن کا شیطان، وہ شیطان بھی ہے جو اس کی رگوں میں دوڑ رہا ہے اور وہ ہر انسان کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ پس آپؑ دیکھ لیں کہ رمضان کے مہینے میں کتنی ایسی عادتیں تھیں جو نیکی کے اعلیٰ معیار کے مطابق نہیں مگر اب جب آپؑ کی وہ عادتیں آپؑ کو اپنی طرف بلا رہی ہیں تو بار بار آپؑ کے دل سے یہ آواز اٹھتی ہے ”نہیں“۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک قید ہے اور بہت سے روزے دار قید کا احساس نمایاں طور پر رکھتے ہیں

(خطبات طاہر، جلد 15، صفحہ 67)



حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”غرض رمضان کے دنوں میں اللہ تعالیٰ مومنوں پر ظاہر ہوتا اور ان کے بہت ہی قریب

آ جاتا ہے۔ پس ان ایام میں ہر شخص کے لئے موقع ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھے اور اس کے قرب کو حاصل کرے۔ بے شک دوسرے دنوں میں بھی اس کے قرب کے دروازے کھلے رہتے ہیں مگر ان

دنوں میں وہ اور دنوں کی نسبت زیادہ کھل جاتے ہیں اور ہر شخص کے گھر میں رمضان آ جاتا ہے۔ جب رمضان کا مہینہ قریب آتا ہے تو جس طرح کسی کا بیٹا دیر سے جدا ہو اور وہ ملنے کے لئے آئے تو وہ دوڑ کر اپنے بیٹے سے ملنے جاتا ہے۔ اسی طرح ہر شخص کو رمضان کا اشتیاق ہوتا ہے، وہ اس سے ملتا ہے اور جانتا ہے کہ رمضان کے

پردے کے پیچھے میرا خدا بیٹھا ہوا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے رمضان کا بدلہ میں ہوں۔ پس جب تم رمضان کو ملے تو درحقیقت رمضان کے پردے میں تم مجھے ملے کیونکہ میں ہی رمضان کے پردے کے پیچھے بیٹھا ہوا ہوتا ہوں۔ پھر جب وہ جاتا ہے تو ویسا ہی کرب اور اضطراب اس کے

رمضان کے بہترین قریب میں قریب ختم

دل میں

پیدا ہوتا ہے جیسے محبت کرنے والے

کے دل میں اپنے کسی عزیز اور پیارے کی جدائی پر کرب اور اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو جب کسی کا محبوب اور پیارا جدا ہوتا ہے تو وہ کچھ دور تک اس کے ساتھ جانے کی کوشش کرتا ہے، کوئی سٹیشن تک چلا جاتا

ہے، کوئی اڈے تک چلا جاتا ہے اور کوئی سفر کا بھی کوئی حصہ اس کے ساتھ ملے کرتا ہے۔ یہی حال رمضان کی جدائی پر ایک مومن کا ہوتا ہے۔ اسی لئے جب رمضان کا مہینہ ختم ہوتا تھا تو رسول کریم ﷺ اگلے مہینے میں بھی چھ روزے رکھا کرتے تھے۔ یہ چھ روزے رکھنا کیا تھا ویسا ہی فعل تھا جیسے کوئی شخص کسی کو وداع کرنے کے لئے جاتا ہے۔ جب تمہارا کوئی دوست یا تمہارا بیٹا یا تمہارا بھائی یا تمہارا باپ تم سے جدا ہونے لگتا ہے اور خدا تعالیٰ تمہیں فرصت اور توفیق دیتا ہے تو تم میں سے کوئی انہیں کمرے کے دروازہ تک چھوڑنے چلے جاتے ہیں، کوئی سٹیشن تک چلے جاتے ہیں اور کوئی دو سٹیشن تک چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح محمد ﷺ رمضان کو چھ منزلیں چھوڑنے جایا کرتے تھے۔“

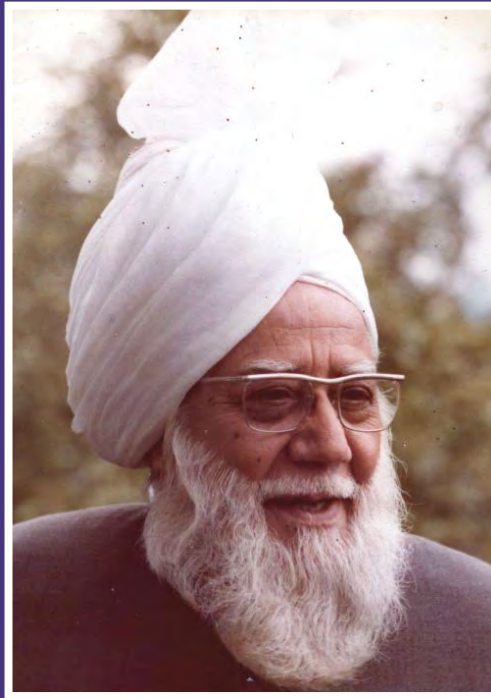
(خطبات محمود جلد ۲۳، صفحہ ۲۳۶-۲۳۷)

عبادت میں استقامت اور قبولیت دعا کا اصول

پھر سال کے بعد رمضان آجاتا ہے، بہت ساری عبادات کا مجموعہ، میں نے کئی دفعہ پہلے بھی بتایا یہ ایک عبادت نہیں محض بھوکا رہنے کی، کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی ہے، کثرت سے مستحقین کی طرف توجہ کرنے کی ہے، زبان کو قابو میں رکھنے کی عبادت ہے، دعائیں کرنے کی ہے راتوں کا عام راتوں کی نسبت زیادہ حصہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے یا سننے پر خرچ کرنے اور دعاؤں میں مشغول رہنے کا عمل صالح ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

کے لئے، نور میں شدت پیدا کرنے کے لئے ہے۔ پھر سال کے بعد رمضان آجاتا ہے، بہت ساری عبادات کا مجموعہ، میں نے کئی دفعہ پہلے بھی بتایا یہ ایک عبادت نہیں محض بھوکا رہنے کی، کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کی ہے، کثرت سے مستحقین کی طرف توجہ کرنے کی ہے، زبان کو قابو میں رکھنے کی عبادت ہے، دعائیں کرنے کی ہے راتوں کا عام راتوں کی نسبت زیادہ حصہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے یا سننے پر خرچ کرنے اور دعاؤں میں مشغول رہنے کا عمل صالح ہے۔ یہاں پھر اللہ تعالیٰ نے سال بھر کی عبادات کی کمزوریوں کو دور کرنے اور انہیں زیادہ طاقت دینے کے لئے رمضان کا مہینہ رکھ دیا۔ اگر گیارہ مہینے کسی نے عبادت ہی نہیں کی اللہ کی، اس کے احکام پر وہ کار بند ہی نہیں رہا، اس



نے اتباع رسول کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں کی، وہ خدا کو بھول گیا۔ خدا نے تو کہا تھا تم مجھے بھولو گے میں تمہیں بھول جاؤں گا (خدا تعالیٰ کے علم میں تو ہر چیز رہتی ہے) مطلب یہ ہے کہ میں تم سے ایسا سلوک کروں گا کہ گویا میں جانتا ہی نہیں تمہیں کہ تم ہو بھی یا نہیں تمہارے ساتھ پیار نہیں کروں گا۔ تو جو شخص گیارہ مہینے خدا کو بھولا رہتا ہے وہ بارہویں مہینے میں کس طرح امید رکھتا ہے کہ مہینے میں یا اس مہینے کی ایک رات میں یا ایک موقع کے اوپر کوئی ایسا عمل وہ کرے گا کہ خدا تعالیٰ مجبور ہو جائے گا کہ وہ اس وقت کی دعا کو قبول کرے۔ خدا نے کوئی ایسا وعدہ نہیں دیا ہمیں۔“

(خطبات ناصر جلد ۹، صفحہ ۲۱۲-۲۱۳)

”اس لئے ماہ رمضان میں لیلۃ القدر کی تلاش یہ ہمہ وقت خدا تعالیٰ کی طرف (Consciously) یعنی جانتے بوجھتے سوچتے سمجھتے ہوئے متوجہ رہنا دعا کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو قبول کرے، یہ ہمیں دوران سال کی عبادات سے آزادی نہیں بخشتا بلکہ دوران سال کی جو مستقل روزانہ پانچ وقت نمازیں ہم ادا کرتے ہیں ان کو ایک بار مضبوطی بخشی جاتی ہے ہر سات دن کے بعد جمعہ کے وقت۔ آپ نے فرمایا جو خلوص نیت کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھک کر دعائیں مانگنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایسوں میں سے جن کے لئے پسند کرے گا وہ گھڑی میسر کر دے گا۔ جس میں ان کی دعا قبول کر لے گا۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ چھ دن مزے کرتے رہو۔ نمازیں چھوڑتے رہو، ڈاکے مارتے

رہو، تول میں کمی بیشی کرتے رہو، جو بھی حکم ہے خدا کا اس پر کار بند نہ رہو اور جمعہ کو تمہیں وہ گھڑی مل جائے گی نہیں ملے گی وہ گھڑی وہ گھڑی تب ملے گی جب آپ چھ دن خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کر کے خدا کے حضور جھک کے کہیں گے کہ اے خدا! جو ہم نے تیری خاطر کام کئے ہیں ہزار ان کے اندر کمزوریاں ہیں، اب یہ جمعہ ہے تیرے وعدے ہیں۔ اس میں برکتیں تو نے رکھی ہیں، ایسی برکتیں دے کہ جو پچھلے ہفتے کی کمزوریاں ہیں ہماری خلوص نیت کے باوجود وہ دور ہو جائیں۔ ایک جگہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ استقامت سے کام لو اور استغفار کرو یعنی خدا سے مغفرت چاہو۔ یہ بات سات دن کی عبادات میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے، اس پر حسن چڑھانے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا فرمائی

”اے میرے قادر خدا! اے میرے پیارے ربنا!
تُو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے
تجھے پاتے ہیں اہل صدق و صفا
اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا
صرف شہوات ہیں یا کینہ یا
بغض یا دنیا کی حرص و ہوا۔“

ایک دعا از پیغام صلح

ساتھ جتنی برکتیں ہیں وہ قرآن میں موجود ہیں۔ رات گزر جائے
گی مگر قرآن تو تمہارا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ اگر
اس سے دائمی تعلق رکھتے ہو تو رات
کی برکتیں بھی ملیں گی۔ اگر
اس سے تعلق نہیں ہے
تو رات کی برکتوں
سے بھی محروم رہو
گے کیونکہ یہاں
قرآن کو لَیْلَةُ الْقَدْرِ
الْقَدْرِ سے
کاٹا جا ہی نہیں
سکتا۔ نہ قرآن
کریم کو رمضان
مبارک سے کاٹا
جاسکتا ہے، نہ قرآن
کریم کو لَیْلَةُ الْقَدْرِ
سے کاٹا جاسکتا ہے۔ یہ ممکن
نہیں ہے کہ قرآن سے تم کاٹے جاؤ اور
رمضان نصیب ہو جائے۔ اس لئے محض لَیْلَةُ
الْقَدْرِ کی تلاش کافی نہیں ہے جب تک قرآن کریم سے ایک دائمی
مستقل تعلق قائم نہ ہو اور قرآن کریم کے مضامین پر غور نہ کرو۔

مطلب یہ ہے کہ اس رات کے تمام مضامین قرآن کریم میں موجود
ہیں۔ یہ ایک بہت اہم پہلو ہے رات تو آ کے گزر
جاتی ہے قرآن تو نہیں گزر جاتا، قرآن
تو ہمیشہ ہمارے سامنے رہتا
ہے۔ پس یہ توجہ دلائی گئی
ہے کہ تم ایک رات
میں برکتیں ڈھونڈ
نہیں سکتے جب
تک ان برکتوں
سے دائمی
تعلق نہ قائم
کر لو جو تمام تر
قرآن میں موجود
ہیں۔ اس لئے ایک
رات اٹھ کر شور مچا دو
اور یہ سمجھو کہ تم نے جو
کچھ مانگا تھا سب کچھ مل گیا اور
اب مزید تمہیں کوئی حاجت نہیں رہی
اگلے سال پھر مانگنے آ جاؤ گے۔ یہ ایک بالکل غلط
تصور ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، قرآن کریم میں جو باتیں
ہیں وہ ساری اس رات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ گویا اس رات کے

(خطبات طاہر، جلد ۱۵ صفحہ ۱۲۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
صرف برائی سے بچنا تقویٰ نہیں ہے بلکہ برائی سے
بچ کر نیکیوں کو بجالانا تقویٰ ہے۔
(خطبہ جمعہ 28 مارچ 2025ء)

نجات

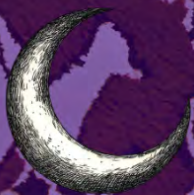
اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ
تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

مخفرت

أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ
كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

رحمت

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ
وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ



المصلح
موجود

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زورِ دعا دیکھو تو